بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

اگر پوری دنیا کو ایک شفاخانہ مان لیا جائے جس میں تمام چھوٹی اور بڑی قومیں مختلف روحانی اور اخلاقی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ کوئی تسلطائی ذہنیت کا شکار ہے۔ اور کوئی شہنشاہیت کا کسی کو قومیت کے بت کی پوجا کرنے کی بیماری ہے۔ اور کسی کو لادینی زندگی کو عام کرنے کی شکایت ہے۔ کوئی ظالم ہے اور کوئی مظلوم۔ کوئی چیرہ دست ہے اور کوئی زیردست۔ تو اس شفاخانۂ عالم میں مسلمان کی حیثیت ایک نرس کی ہوگی جو ڈاکٹر کی ہدایات کے مطابق مریض کی خدمت کرتی ہے اس کی تیمارداری اپنا فرض سمجھتی ہے اور مریض اگر طول مرض کے باعث یا اپنی طبعی افتادِ مزاج کی وجہ سے چڑچڑا بھی ہو اور اس لیے جلی کٹی اور کڑوی کسیلی باتیں بھی کہتا ہو تو وہ اس کا ذرا خیال نہیں کرتی اور بہرحال اپنا فرض منصبی بجا لاتی ہے قرآن مجید نے مسلمانوں کو خطاب کرکے جو ارشاد فرمایا۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر	تم بہترین قوم ہو جو دنیا کے لیے بھیجے گئے ہو تم اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔

تو وہ مسلمانوں کی اسی حیثیت کی طرف اشارہ دیا ہے اس نرس کا چیف میڈیکل آفیسر جس کی نگرانی میں یہ اپنے فرائض انجام دیتی ہے قرآن حکیم ہے اور اسسٹنٹ میڈیکل آفیسر حدیث پھر اس کا دارالادویہ (میڈیکل ہال) جہاں سے علاج کا سامان بہم پہنچا ہے صحابۂ کرام کی زندگی ہے جن کی شان یہ ہے کہ "باھیم اقتدیتم اھتدیتم" ان میں سے جس کسی کی تم پیروی کروگے ہدایت پاؤگے۔

ہر شخص جانتا ہے کہ ایک نرس کو صحیح معنیٰ میں نرس ہونے کے لئے کس قسم کی ٹریننگ کی ضرورت ہے اور اس میں کیا کیا اوصاف و کمالات ہونے ضروری ہیں اس کے لئے سب سے ضروری یہ امر ہے کہ وہ خود بیمار نہ ہو ورنہ ایک بیمار کسی دوسرے بیمار کی کیا خاک تیمارداری کرے گا۔

او کہ خود گم است کرا رہبری کند

پھر اپنے فن نرسنگ میں مہارت و کمال کے ساتھ جس میں ڈاکٹر کی زیر ہدایت مرض کے اشتداد و ضعف اور مریض کی حالت کے تغیر و تبدل کے مطابق ٹھیک وقت پر مریض کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا معاملہ کرتے ہوئے دوا کو اس کی صحیح تعداد میں دینا مناسب غذا اور دوسری ممد صحت چیزیں بہم پہنچانا۔ تھوڑی دیر کے بعد مریض کا ٹمپریچر لینا اور دوا کا ردعمل دیکھنا اور ڈاکٹر سے اس سلسلہ میں مشورہ طلب کرتے رہنا شامل ہے ایک نرس کے لئے فنی مہارت و کمال کے علاوہ یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ وہ ظاہر و باطن کے اعتبار سے پاک و صاف ہو اس کا لباس صاف ستھرا اور اجلا ہونا چاہئے جسے دیکھ کر مریض کی طبیعت میں اسکراہ اور تنفر نہ پیدا ہو اور جس کے میلے لباس میں بیماریوں کے صدہا جراثیم اپنا گھر نہ بنائے بیٹھے ہوں اسے ہنس مکھ، شگفتہ مزاج اور خوب شمائل ہونا چاہئے اس کی باتیں اور مریض کے ساتھ اس کی گفتگو مریض کے لئے امید و تسلی اور طمانیت و سکون کا پیغام ہو۔ اس کے دل میں خلوص ہونا چاہئے۔ حرص، طمع اور لالچ سے اس کا دامن بالکل غیر ملوث ہونا چاہئے انسانی ہمدردی کا جذبہ اس میں کامل ہونا چاہئے۔ مریض کی ذات پات، امیری اور غریبی۔ مشرب و مسلک۔ رنگ اور نسل ان میں سے ہر چیز سے اس کو بلند و بالا ہونا چاہئے اسے ضبط نفس کا خوگر بھی ہونا چاہئے۔ کہ مریض کیسی ہی کوئی بات کہے اسے اس کی پرواہ نہ ہو۔ اس کا دماغ صاف اور اس کا دل مضبوط ہونا چاہئے کہ وہ اپنا فرض منصبی بلا خوف و خطر اور بغیر کسی تامل و تردد کے پورے یقین و استحکام خیال کے ساتھ انجام دے۔

اگر کوئی نرس ان اوصاف و کمالات کے ساتھ متصف نہیں ہے تو خواہ مریض مرے یا جئے وہ شفایاب ہو یا جاں بحق۔ بہرحال یہ حقیقت ہے کہ اس نرس کے لئے شفاخانہ میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ وہ اپنے پیشے میں ناکامیاب ہے وہ سب کچھ ہو سکتی ہے مگر نرس نہیں ہو سکتی وہ دوسرے ذرائع آمدنی اختیار کر کے دولتمند بن سکتی ہے عیش و آرام کے ساتھ زندگی بسر کر سکتی ہے مگر نرس نہیں کہلائی جا سکتی۔

بس بعینہ یہی حال ہر مسلمان کا ہے۔ ہر مسلمان کو سمجھنا چاہئے کہ اسلام نہ کسی قومیت کا نام ہے اور نہ کسی ملک و وطن کا۔ وہ نہ کوئی "ازم" ہے اور نہ کوئی ذات وہ نہ کوئی گوتھ ہے اور نہ کوئی نسلی امتیاز۔ اسلام نام ہے صرف ایک مکمل دین فطرت کا۔ ایک نہایت جامع اور برتر نظام حیات کا۔ جو شخص اس کو قبول کرتا ہے اور قبول کرنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے دل و دماغ اور فکر و عمل پر اسے مستولی اور مسلط کر لیتا ہے وہ ہی دراصل مسلمان ہے ورنہ جس طرح کسی ایک نرس کی بیٹی ماں کی نسبت سے نرس نہیں ہو جاتی۔ اسی طرح محض کسی مسلمان کے گھر میں پیدا ہو جانے سے کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا اور اگر وہ بدقسمتی سے ایسا سمجھتا ہے تو یہ اس کی بہت بڑی بھول ہے اور یہ بھول اُس وقت اسے ہرگز کسی مصیبت سے نہیں بچا سکتی جبکہ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ و من یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ کے میزان عدل میں ہر فعل و عمل کا وزن کیا جائیگا۔

جو مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ اب اُن کے لئے عزت سے زندگی بسر کرنے کی راہیں کم ہوتی اور سکڑتی جا رہی ہیں انھیں باور کرنا چاہئے کہ ہندوستان ہو یا کوئی اور ملک بہرحال زندگی کہیں بھی پھولوں کی سیج اور قاقم و سنجاب کی مسند نہیں ہے۔ مسلمان جس نظام حیات کے حامل اور اس کے مبلغ ہیں اس کی عظمت و برتری کا مطالبہ ہے کہ وہ خطروں میں رہ کر زندگی بسر کرنے کی خو پیدا کریں زمانہ کی گردشیں اور انقلاب کی کروٹیں ہمیشہ ایک سی ہی نہیں ہوتی ہیں۔ رات کے بعد دن بھی نکلتا ہے اور خزاں کے بعد بہار بھی آتی ہے عزت اور ذلت کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کوئی قوم یا جماعت کسی کو بخشے اور عطا کرے کتنے ہی تخت نشین ہیں جو اورنگ و نگین کے مالک ہونے کے باوجود ذلیل اور کمینہ سمجھے گئے ہیں اور اسکے مقابلہ میں کتنے ایسے ہیں جنھوں نے تختہ دار پر لٹک کر عزت و عظمت کی بڑی سے بڑی بلندیاں حاصل کی ہیں۔ عزت اور ذلت کی کنجیاں صرف خدائے احکم الحاکمین کے ہاتھ میں ہیں اور وہ اپنے کسی بندہ پر کبھی ظلم نہیں کرتا۔ بلکہ بندے خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں اور یہ ظلم نفس اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ بندے اس کے حکم سے سرکش اور باغی ہو جائیں اور اپنے ہر کام میں اس سے ہی رجوع کرنے کے بجائے کسی غیر کے آستانہ پر جھکنے لگیں۔

کہا جاتا تھا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے تاریخ نے اس الزام کو غلط ثابت کیا اور بتایا کہ تلوار سے نہیں اسلام مسلمانوں کے حسن اخلاق، حسن عمل اور ذہنی و دماغی ثقافت و شائستگی کے ذریعہ پھیلا ہے پس آج پھر اسلام کا اپنے ہر فرزند سے مطالبہ ہے کہ وہ اس حقیقت کو آج پھر دنیا کے سامنے پیش کرے کہتے ہوئے شرم آتی ہے مگر کہنا پڑتا ہے کہ عیسائی مشنریوں سے سبق لینا چاہئے یہ لوگ کس طرح ہر ملک اور ہر دیس میں خدمت خلق کر کر کے اپنے لئے عزت کی کرسی حاصل کرتے ہیں اور ہر جگہ بے خوف و خطر اپنے مشن میں لگے رہتے ہیں اسلام کا اپنے ہر نام لیوا کو پیغام

تو برائے وصل کردن آمدی نے برائے فصل کردن آمدی

عـہ اگر اتنی ٹھوکریں کھانے کے بعد بھی مسلمانوں کی آنکھ نہیں کھلتی اور وہ اپنا مقصد حیات پورا کرنے پر مائل نہیں ہوتے تو کوئی نہیں بتا سکتا کہ اس "ملت بیضا" کہلانے والی قوم کا انجام کس درجہ